بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ

قادیان

یوم ——— یکشنبہ

جلد ۳۲ | ۲۴ ماہ تبوک ۱۳۲۳ ہش | ۶ شوال ۱۳۶۳ھ | ۲۴ ستمبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۲۲۴

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۲۱ ماہ تبوک۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج سا ساڑھے سات بجے شام کی ڈاکٹری اطلاع منظر ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً اچھی ہے درد نقرس میں کمی ہے لیکن ابھی پورے طور پر رفع نہیں ہوئی۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

قادیان ۲۲ ماہ تبوک۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو خفیف درد چل رہی ہے۔ جس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی زیادتی نہیں ہوئی۔ اگزیما ابھی تک کافی تکلیف دہ ہے۔ رات بے خوابی میں گزری۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں ——— آج خطبہ جمعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے پڑھا۔ جس میں سورہ عادیات کی لطیف تفسیر کی اور اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے ساتھ منطبق کیا ——— صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج قادیان شملہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں ——— خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہے۔

گاندھی جی کی ایجاد کردہ تحریکات کا استعمال خود گاندھی جی کے خلاف

ہندوؤں کو اس وقت سیاسی اور ملکی لحاظ سے جو اثر اور رسوخ حاصل ہے۔ اس کے پیدا کرنے میں سب سے بڑا حصہ گاندھی جی کا ہے۔ انہوں نے چونکہ نیک نیتی اور سرگرمی کے ساتھ جدوجہد کی اس لئے اس کا نتیجہ اسلام کے بیان کردہ اس اصل کے ماتحت کہ لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ یعنی جس بات کے لئے انسان سعی کرتا ہے۔ اس میں اسے کامیابی ہوتی ہے۔ ان کے حق میں نکلا۔ اور کل تک ہندوؤں کو بھی گاندھی جی کی ذات۔ ان کے افعال اور ان کی جاری کردہ تحریکات پر بڑا ناز اور فخر تھا۔ اگرچہ گاندھی جی کی جدوجہد بظاہر سیاسی تھی۔ تاہم ہندوؤں نے قدم قدم پر اس سے ہندو دھرم کی صداقت اور فضیلت ثابت کرنے کی بھی ناکام کوشش کی۔ ہمیں وہ وقت خوب یاد ہے جب ہندو اخبارات میں گاندھی جی کے عدم تعاون کو ہندو دھرم کی تعلیم سے ماخذ قرار دے کر اس کی صداقت کا بہت بڑا ثبوت ٹھہرایا گیا تھا۔ اور مصر میں عدم تعاون سے ملتی جلتی سی ایک حرکت کی معمولی سی اطلاع پر لکھا گیا تھا۔ کہ اب تو مسلمان بھی اسلام کو چھوڑ کر ہندو دھرم کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے اور گاندھی جی کی پیروی کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ اور اسے اسلام کے مقابلہ میں ہندو دھرم کی بہت بڑی فتح قرار دیا گیا تھا۔

اس کے علاوہ بھی بات بات پر گاندھی جی کی ذات پر فخر کیا جاتا۔ انہیں مہاتما کہا جاتا۔ اور ان کے لائحہ عمل کو جس میں نہایت ہی عجیب و غریب باتیں بھی شامل تھیں کامیابی کا واحد ذریعہ ٹھہرایا جاتا۔ لیکن آج وہ وقت آ گیا۔ جب گاندھی جی کی ایک معمولی سی بات نے ہندوؤں کی اس محبت اور اس عقیدت اور اس اخلاص کا بھرم کھول کر رکھ دیا۔ جس کا اظہار وہ گاندھی جی کے متعلق کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ہندو اخبارات نے ان کے نام کے ساتھ "مہاتما" لکھنا بھی چھوڑ دیا۔ اور وہ بات یہ ہے کہ گاندھی جی مسٹر جناح کے ساتھ ملاقات کر کے ہندو مسلم اتحاد پر گفتگو کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی ایسا اقدام نہیں تھا۔ جس پر ہندوؤں کو آپے سے باہر ہونے اور گاندھی جی کے خلاف افسوسناک حرکات کرنے کی ضرورت ہوتی۔ کیونکہ گاندھی جی نہ تو طفل مکتب ہیں کہ یونہی مسٹر جناح کے قابو میں آ جانے کا خطرہ ہوتا۔ اور نہ انہوں نے اپنے کسی اس قسم کے ارادے کا اظہار کیا۔ کہ وہ مسٹر جناح کی ہر بات بلا چون و چرا مان لیں گے۔ بلکہ وہ تو یہ شور مچاتے رہے کہ قطعاً کوئی ایسی بات تسلیم نہ کی جائیگی۔ جو ہندوؤں کے مفاد کے خلاف ہو۔ اور پوری طرح ان کے حقوق محفوظ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ مگر باوجود اس کے ہندوؤں نے نہ صرف تحریروں اور تقریروں میں بلکہ ان کے رُو در رُو ہو کر جو سلوک ان سے کیا۔ وہ اس قدر افسوسناک اور اتنا مایوس کن ہے۔ کہ یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ جس قوم کی ذہنیت اپنے ایک بہت بڑے محسن کے بالکل بے ضرر فعل پر اس قسم کی ظاہر ہو۔ وہ کسی اور کے ساتھ رواداری سے کام لے سکتی ہے۔

اگرچہ ہندو اخبارات نے متفقہ طور پر اور اکثر ہندو لیڈروں نے یہ شور تو اسی دن سے مچانا شروع کر دیا تھا۔ جس دن کہ مسٹر جناح نے گاندھی جی سے ملاقات کرنے کی منظوری کا اعلان کیا تھا۔ کہ گاندھی جی کو قطعاً ملاقات نہیں کرنی چاہیئے۔ لیکن جب ملاقات کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ تو ہندوؤں نے وہی ہتھیار گاندھی جی کے خلاف استعمال کرنے شروع کر دیئے۔ جن کے موجد خود گاندھی جی سمجھے جاتے ہیں۔ اور وہ مقاومت مجہول پکٹنگ اور بھوک ہڑتال وغیرہ ہیں۔ جھٹ "آل انڈیا اینٹی پاکستان فرنٹ" قائم ہو گیا۔ اس میں والنٹیر بھرتی ہونے لگے۔ اور گاندھی جی کی کٹیا کے سامنے پکٹنگ ہونے لگا۔ ایک موقعہ پر ایک والنٹیر نے گاندھی جی سے یہاں تک کہہ دیا کہ ہندو اس لئے بدقسمت ہیں۔ کہ ان کے لیڈر آپ جیسے افراد ہیں۔ پکٹنگ کرنے والوں نے اپنا پروگرام تو یہ شائع کیا تھا۔ کہ جب گاندھی جی ملاقات کے لئے روانہ ہوں گے۔ تو ان کے آگے لیٹ جائیں گے۔ اور اگر وہ اس پر بھی نہ رکے تو واردھا سے کلیان تک ہر ریلوے سٹیشن پر گاندھی جی کے خلاف مظاہرے کریں گے اور جب وہ کلیان میں اتر کر موٹر پر سوار ہوں گے۔ تو ان کی موٹر کو روکنے کی کوشش کریں گے۔ مگر گورنمنٹ کی طرف سے گاندھی جی کی حفاظت کے مکمل انتظامات ہونے کی وجہ سے مزاحمت کرنے والے اپنے پروگرام پر پوری طرح عمل نہ کر سکے۔ تاہم کلیان سٹیشن پر گاندھی جی کے خلاف تھوڑا سا مظاہرہ ہو ہی گیا۔ سٹیشن سے جائے قیام تک کا راستہ سپیشل پولیس نے چونکہ اپنے محاصرے میں لے رکھا تھا۔ اس لئے مخالفین کسی قسم کی رکاوٹ نہ پیدا کر سکے۔ گاندھی جی کی جائے رہائش پر چند ہندو بھوک ہڑتال کرنے کے لئے پہنچے۔ جنہیں حراست میں لے لیا گیا۔ اخبارات میں یہ بھی شائع ہوا ہے کہ ایک موقعہ پر پولیس نے چند مظاہرین کو گرفتار کیا۔ تو ان کے قبضے سے ایک خطرناک قسم کا اوزار بھی برآمد ہوا۔ گاندھی جی کے خلاف سیاہ جھنڈیوں کا مظاہرہ کرنے کی تجویز پراونشل ہندو سبھا نے پاس کی۔

غرض وہ گاندھی جی جن کا ہندو نام جپتے تھے۔ اور جن کی ذات پر بہت بڑا فخر کرتے تھے۔ ان کے خلاف صرف اس قصور پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر۔ غلام نبی

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

کہ وہ مسلمانوں کے ایک بہت بڑے سیاسی لیڈر کے ساتھ ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ وہ تمام ہتھیار استعمال کیے گئے۔ جو گاندھی جی نے گورنمنٹ کے خلاف استعمال کرنے کے لیے ایجاد کیے۔ اور استعمال کرائے تھے۔ اور اگر اسی حکومت کی پولیس اور فوج کے سپاہی گاندھی جی کی ہر موقعہ پر حفاظت نہ کرتے۔ اور ہر قسم کی سہولت نہ بہم پہنچاتے۔ جسے گاندھی جی کے کہنے پر ہندو شیطانی حکومت کے نام سے یاد کیا کرتے ہیں۔ تو نہ معلوم نتیجہ کیا نکلتا۔

اگرچہ ہندوؤں کا یہ طریق عمل افسوسناک ہے۔ لیکن نہایت ہی افسوس کے ساتھ ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ کہ جس وقت گاندھی جی کی حکومت کے خلاف اس قسم کی تحریکات زور شور پر تھیں۔ اسی وقت حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان کے دیگر نقصانات بیان کرنے کے علاوہ بار بار یہ بھی واضح فرمایا۔ کہ اس قسم کی تحریکات دو دھاری تلوار ہیں۔ اور مستقل قیام امن کے خلاف خطرناک حربہ اگر موجودہ حکومت کے خلاف عوام کو ان سے کام لینے کا عادی بنا دیا گیا۔ تو ہندوستانیوں کی اپنی حکومت کے خلاف بھی جن لوگوں کو شکایت ہوئی۔ وہ اسی قسم کا طریق اختیار کر کے مشکلات اور بدامنی پیدا کریں گے۔ اگرچہ ابھی تک ہندوستانیوں کی حکومت کے قائم ہونے کا موقعہ نہیں آیا۔ لیکن ان تحریکات کے خطرناک اور نقصان رساں ہونے کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ لوگوں نے یہ تحریکات ان کے موجد کے ہی خلاف استعمال کر کے دکھا دیں۔ اور اگر موجودہ حکومت فرض شناسی اور اپنی ذمہ واری کی ادائیگی میں ذرا بھی کوتاہی کرتی۔ تو نا معلوم کیسے افسوسناک نتائج رونما ہوتے۔ کیا اب بھی گاندھی کے ستیہ گرہ اور بھوک ہڑتال وغیرہ تحریکات کے نقصان رساں ہونے میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے؟

لنڈن کے احمدیوں کیلئے دعا کی درخواست

لنڈن ۲۱ ستمبر۔ مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد احمدیہ لنڈن نے حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کیا ہے۔

حال میں ایک ہوائی بم ہمارے علاقہ میں گرا۔ اور ایک وسیع رقبہ کو متاثر کیا۔ بعض مکانات منہدم ہو گئے۔ اور بعض ناقابل رہائش ہو گئے۔ جن میں ہمارے بھائی عثمان سکن کا مکان بھی شامل ہے۔ انہوں نے اپنا باقیماندہ فرنیچر وغیرہ ہمارے یہاں لا رکھا ہے۔ اور خود بھی میرے پاس ہی ٹھہرے ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

الفضل: جرمنی جوں جوں شکست پر شکست کھا رہی ہے۔ اس کا منتقمانہ جذبہ بڑھتا جا رہا ہے۔ اور اتحادیوں کو زیادہ سے زیادہ جانی اور مالی نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہی ہے۔

خدام الاحمدیہ

سالانہ اجتماع ——— اور ——— تقریر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ

۱۳ ——— ۱۴ ——— ۱۵ اخا

خدام کے سالانہ اجتماع میں شرکت ان کے لئے جہاں اور بہت سی برکات کا باعث ہو سکتی ہے وہاں سب سے بڑھ کر ان کے لئے سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ الودود کے مقدس ارشادات سے مستفیض ہونے کا یہ ایک عظیم الشان موقع ہوتا ہے۔

حضور کے بابرکت ارشادات خدام میں ایک نئی روح ایک نیا عزم پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ آئندہ سال کے لئے خدام کے لئے ان کی مساعی میں ان کی رہنمائی کے لئے مشعل راہ کا حکم رکھتے ہیں۔ یہ خدام میں ایک نئی حرکت اور اس حرکت کو تیز تر کرنے کے لئے نیا جوش اور ولولہ پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ مجالس ماتحت۔ جملہ عہدیداران خود بھی اس اجتماع میں شرکت کریں۔ اور خدام کو بھی اپنے اس اجتماع میں شمولیت کے لئے مستحسن ترغیب دلائیں۔

خاکسار عطاء الرحمٰن معتمد مجلس خدام الاحمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ایک خطبہ جمعہ

اور

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا وہ خطبہ جمعہ جس میں حضور نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور شان نہایت ہی اعلیٰ رنگ میں بیان فرمائی ہے۔ اس کے ایک ادھورے اور سیاق و سباق سے علیحدہ کئے ہوئے فقرہ کی بنا پر حضور سے ذاتی کینہ اور عداوت رکھنے والے پیغامیوں نے جب یہ سراسر غلط الزام تراشا۔ کہ اس میں نعوذ باللہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کی گئی ہے۔ تو وہ لوگ جو جماعت احمدیہ کے خلاف ناجائز سے ناجائز فعل کے ارتکاب کے لئے بھی تیار رہتے ہیں۔ اس افتراء کو لے اڑے۔ اور بعض نے تو تہذیب شرافت اور شرم و حیا کی وہ مٹی پلید کی اور اتنی بدزبانی کی کہ جس کی انتہا نہیں۔ اسی سلسلہ میں نہ صرف جماعت احمدیہ کی تکفیر کے فتویٰ کو "متفقہ" کہکر دوہرایا گیا۔ بلکہ اسلام کی واحد خادم جماعت کو "کفار قریش" سے بھی بدتر قرار دیا گیا۔

اس شور و شر۔ اس کذب بیانی و بدزبانی اور اس فتنہ و فساد کے ریلے کی زد میں جو لوگ نہ آئے۔ اور اپنے آپ کو بچا کر ایک طرف ہو گئے۔ وہ بھی قابل تعریف ہیں۔ لیکن جنہیں خدا تعالیٰ نے اس موقع پر کلمۂ حق کہنے کی توفیق دی۔ اور جنہوں نے کسی قسم کے لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے صداقت کا اظہار کیا۔ وہ بہت بڑی تعریف کے مستحق ہیں۔ اور ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں اس اعلیٰ درجہ کی اخلاقی جرأت اور بہت بڑی نیکی کا اپنی درگاہ سے کسی نہ کسی رنگ میں ضرور بدلہ دے۔ انہی میں سے جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی بھی ہیں۔ جنہوں نے اپنے اخبار منادی (۲۴ ستمبر) میں حسب ذیل سطور شائع کی ہیں:-

"قادیانیوں کو مسلمان کہنے کا جرم"

جب سے میں نے ریاست جموں کے ایک سوال کے جواب میں یہ لکھا ہے۔ کہ میں قادیانیوں کو مسلمان سمجھتا ہوں۔ اس وقت سے پنجاب اور دہلی کے اخباروں کو میرے خلاف بڑے بڑے مضامین شائع کرنے کا ایک مشغلہ ہاتھ آگیا ہے۔ کل پچھلی رات کو میں نے یہ سب اخبارات پڑھے۔ اور اس کے ساتھ ہی اخبار "الفضل" سے مرزا صاحب کا وہ خطبہ بھی پڑھا۔ جو انہوں نے جمعہ کے دن اپنی جماعت کو سنایا تھا۔ ممکن ہے ان اخباروں کا یہ لکھنا ٹھیک ہو۔ کہ قادیانی کافر ہیں۔ کیونکہ ان اخباروں نے غالباً لوح محفوظ میں قادیانیوں کا کفر پڑھ لیا ہوگا۔ میں نے تو اس خطبہ میں کفر کی کوئی بات نہیں دیکھی"۔

اٹھائیسواں وقار عمل

۲۹ تبوک ـــ بروز جمعہ ـــ مطابق ۲۹ ستمبر

وقار عمل میں ہر احمدی مرد کی چاہے وہ مجلس خدام الا[حمدیہ] کا رکن ہو۔ یا انصار اللہ کا۔ شمولیت کیو[ں] ضروری ہے؟ اس کا جواب آپ کو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مندرجہ ذیل ا[ر]شادات میں ملیگا۔ حضور فرماتے ہیں:-

۱۔ "کام کرنے کی عادت ڈالنا نہایت [ا]ہم چیز ہے اور اسے جماعت کے اندر پیدا کرنا نہایت ضروری ہے۔"

(۲) "ایک دن سب احباب جمع ہو کر اپنے ہاتھوں سے کام کریں۔ تا کہ ایک طرف تو نکما پن سستی اور کاہلی دور ہو۔ اور دوسری طرف یہ احساس مٹ جائے۔ کہ بعض کام ذلیل ہیں۔ اور ان کو کرنا ہتک ہے۔" خاکسار ظہور احمد مہتمم وقار عمل مجلس خدام الاحمدیہ۔

احمدی احباب صوبہ سرحد کیلئے ضروری اعلان

تمام وہ ممبران مجلس انتخاب جن کو مختلف انجمنوں نے نامزد کیا ہے۔ نیز صحابہ اور ۶۰ سال سے زیادہ عمر والے احمدی احباب جن کے نام دفتر ہذا میں نوٹ کرائے گئے تھے۔ مطلع رہیں۔ کہ وہ ۲۶ ماہ ستمبر ۱۹۴۴ء ۵ بجے شام تک مسجد احمدیہ پشاور میں جمع ہو جائیں۔ ۶ بجے شام کارروائی اجلاس شروع ہوگا۔ جسمیں امیر پراونشل و دیگر کارکنان پراونشل انجمن کا انتخاب عمل میں لایا۔

کہ وہ مسلمانوں کے ایک بہت بڑے سیاسی لیڈر کے ساتھ ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ وہ تمام ہتھیار استعمال کئے گئے۔ جو گاندھی جی نے گورنمنٹ کے خلاف استعمال کرنے کے لئے ایجاد کئے۔ اور استعمال کرائے تھے۔ اور اگر اسی حکومت کی پولیس اور فوج کے سپاہی گاندھی جی کی ہر موقعہ پر حفاظت نہ کرتے۔ اور ہر قسم کی سہولت نہ بہم پہنچاتے۔ جسے گاندھی جی کے کہنے پر ہندو شیطانی حکومت کے نام سے یاد کیا کرتے ہیں۔ تو نہ معلوم نتیجہ کیا نکلتا۔

اگرچہ ہندوؤں کا یہ طریق عمل افسوسناک ہے۔ لیکن نہایت ہی افسوس کے ساتھ ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ کہ جس وقت گاندھی جی کی حکومت کے خلاف اس قسم کی تحریکات زور شور پر تھیں۔ اس وقت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان کے دیگر نقصانات بیان کرنے کے علاوہ بار بار یہ بھی واضح فرمایا۔ کہ اس قسم کی تحریکات دو دھاری تلوار ہیں۔ اور مستقل قیام امن کے خلاف خطرناک حربہ اگر موجودہ حکومت کے خلاف عوام کو ان سے کام لینے کا عادی بنا دیا گیا۔ تو ہندوستانیوں کی اپنی حکومت کے خلاف بھی جن لوگوں کو شکایت ہوئی۔ وہ اسی قسم کا طریق اختیار کر کے مشکلات اور بدامنی پیدا کریں گے۔ اگرچہ ابھی تک ہندوستانیوں کی حکومت کے قائم ہونے کا موقعہ نہیں آیا۔ لیکن ان تحریکات کے خطرناک اور نقصان رساں ہونے کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ لوگوں نے یہ تحریکات ان کے موجد کے ہی خلاف استعمال کر کے دکھا دیں۔ اور اگر موجودہ حکومت فرض شناسی اور اپنی ذمہ واری کی ادائیگی میں ذرا بھی کوتاہی کرتی۔ تو نا معلوم کیسے افسوسناک نتائج رونما ہوتے۔ کیا اب بھی گاندھی کے ستیہ گرہ اور بھوک ہڑتال وغیرہ تحریکات کے نقصان رساں ہونے میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے؟

لنڈن کے احمدیوں کیلئے دعا کی درخواست

لنڈن ۲۱ ستمبر۔ مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد احمدیہ لنڈن نے حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کیا ہے۔

حال میں ایک ہوائی بم ہمارے علاقہ میں گرا۔ اور ایک وسیع رقبہ کو متاثر کیا۔ بعض مکانات منہدم ہو گئے۔ اور بعض ناقابل رہائش ہو گئے۔ جن میں ہمارے بھائی عثمان سکنی کا مکان بھی شامل ہے۔ انہوں نے اپنا باقیماندہ فرنیچر وغیرہ ہمارے یہاں لا رکھا ہے۔ اور خود بھی میرے پاس ہی ٹھیرے ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

الفضل:۔ جرمنی جوں جوں شکست پر شکست کھا رہی ہے۔ اس کا منتقمانہ جذبہ بڑھتا جا رہا ہے۔ اور اتحادیوں کو زیادہ سے زیادہ جانی اور مالی نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہی ہے۔

خدام الاحمدیہ

سالانہ اجتماع ——— اور ——— تقریر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ

۱۳ ——— ۱۴ ——— ۱۵ اخا

خدام کے سالانہ اجتماع میں شرکت ان کے لئے جہاں اور بہت سی برکات کا باعث ہو سکتی ہے وہاں سب سے بڑھ کر ان کے لئے سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ الودود کے مقدس ارشادات سے مستفیض ہونے کا یہ ایک عظیم الشان موقع ہوتا ہے۔

حضور کے بابرکت ارشادات خدام میں ایک نئی روح ایک نیا عزم پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ آئندہ سال کے لئے خدام کے لئے ان کی مساعی میں ان کی رہنمائی کے لئے مشعل راہ کا حکم رکھتے ہیں۔ یہ خدام میں ایک نئی حرکت اور اس حرکت کو تیز تر کرنے کے لئے نیا جوش اور ولولہ پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ مجالس ماتحت۔ جملہ عہدیداران خود بھی اس اجتماع میں شرکت کریں۔ اور خدام کو بھی اپنے اس اجتماع میں شمولیت کے لئے مستحسن ترغیب [illegible]

خاکسار عطاء الرحمٰن معتمد مجلس خدام الا[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ایک خطبہ جمعہ

اور

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا وہ خطبہ جمعہ جس میں حضور نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت اور شان نہایت ہی اعلیٰ رنگ میں بیان فرمائی ہے۔ اس کے ایک ادھورے اور سیاق و سباق سے علیحدہ کئے ہوئے فقرہ کی بناء پر حضور سے ذاتی کینہ اور عداوت رکھنے والے پیغامیوں نے جب یہ سراسر غلط الزام تراشا۔ کہ اس میں نعوذ باللہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک کی گئی ہے۔ تو وہ لوگ جو جماعت احمدیہ کے خلاف ناجائز سے ناجائز فعل کے ارتکاب کے لئے بھی تیار رہتے ہیں۔ اس افتراء کو لے اڑے۔ اور بعض نے تو تہذیب شرافت اور شرم و حیا کی وہ مٹی پلید کی اور اتنی بدزبانی کی کہ جس کی انتہا نہیں۔ اسی سلسلہ میں نہ صرف جماعت احمدیہ کی تکفیر کے فتویٰ کو "متفقہ" کہکر دوہرایا گیا۔ بلکہ اسلام کی واحد خادم جماعت کو "کفار قریش" سے بھی بدتر قرار دیا گیا۔

اس شور و شر۔ اس کذب بیانی و بدزبانی اور اس فتنہ و فساد کے ریلے کی زد میں جو لوگ نہ آئے۔ اور اپنے آپ کو بچا کر ایک طرف ہو گئے۔ وہ بھی قابل تعریف ہیں۔ لیکن جنہیں خدا تعالیٰ نے اس موقع پر کلمۂ حق کہنے کی توفیق دی۔ اور جنہوں نے کسی قسم کے لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے صداقت کا اظہار کیا۔ وہ بہت بڑی تعریف کے مستحق ہیں۔ اور ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں اس اعلیٰ درجہ کی اخلاقی جرأت اور بہت بڑی نیکی کا اپنی درگاہ سے کسی نہ کسی رنگ میں ضرور بدلہ دے۔ انہی میں سے جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی بھی ہیں۔ جنہوں نے اپنے اخبار منادی (۲۴ ستمبر) میں حسب ذیل سطور شائع کی ہیں:۔

"قادیانیوں کو مسلمان کہنے کا جرم

جب سے میں نے ریاست جموں کے ایک سوال کے جواب میں یہ لکھا ہے۔ کہ میں قادیانیوں کو مسلمان سمجھتا ہوں۔ اس وقت سے پنجاب اور دہلی کے اخباروں کو میرے خلاف بڑے بڑے مضامین شائع کرنے کا ایک مشغلہ ہاتھ آگیا ہے۔ کل پچھلی رات کو میں نے یہ سب اخبارات پڑھے۔ اور اس کے ساتھ ہی اخبار "الفضل" سے مرزا صاحب کا وہ خطبہ بھی پڑھا۔ جو انہوں نے جمعہ کے دن اپنی جماعت کو سنایا تھا۔ ممکن ہے ان اخباروں کا یہ لکھنا ٹھیک ہو۔ کہ قادیانی کافر ہیں۔ کیونکہ ان اخباروں نے غالباً لوح محفوظ میں قادیانیوں کا کفر پڑھ لیا ہوگا۔ میں نے تو اس خطبہ میں کفر کی کوئی بات نہیں دیکھی۔"

اٹھائیسواں وقار عمل

۲۹ تبوک ——— بروز جمعہ ——— مطابق ۲۹ ستمبر

وقار عمل میں ہر احمدی مرد کی چاہے وہ مجلس خدام الاحمدیہ کا رکن ہو۔ یا انصار اللہ کا۔ شمولیت کیوں ضروری ہے؟ اس کا جواب آپ کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مندرجہ ذیل ارشادات میں ملیگا۔ حضور فرماتے ہیں:۔

(۱) "کام کرنے کی عادت ڈالنا نہایت ہی اہم چیز ہے اور اسے جماعت کے اندر پیدا کرنا نہایت ضروری ہے۔"

(۲) "ایک دن سب احباب جمع ہو کر اپنے ہاتھوں سے کام کریں۔ تاکہ ایک طرف تو نکماپن سستی اور کاہلی دور ہو۔ اور دوسری طرف یہ احساس مٹ جائے۔ کہ بعض کام ذلیل ہیں۔ اور ان کو کرنا ہتک ہے۔" خاکسار ظہور احمد مہتمم وقار عمل مجلس خدام الاحمدیہ۔

احمدی احباب صوبہ سرحد کیلئے ضروری اعلان

تمام وہ ممبران مجلس انتخاب جن کو مختلف انجمنوں نے نامزد کیا ہے۔ نیز صحابہ اور ۶۰ سال سے زیادہ عمر والے احمدی احباب جن کے نام دفتر ہذا میں نوٹ کرائے گئے تھے۔ مطلع رہیں۔ کہ وہ ۲۶ ماہ ستمبر ۱۹۴۴ء ۵ بجے شام تک مسجد احمدیہ پشاور میں جمع ہو جائیں۔ ۶ بجے شام کارروائی اجلاس شروع ہوگی۔ جس میں امیر پراونشل و دیگر ارکان پراونشل انجمن کا انتخاب عمل میں لایا جائیگا۔

مسئلہ تکفیر و منسوخی کلمہ

بجواب تنقید ڈاکٹر غلام محمد صاحب و مولوی محمد علی صاحب

ازجناب سید احمد علی صاحب سیالکوٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرے ۱۳ اگست کے "الفضل" والے مضمون پر جناب مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی تنقید کا جواب اس سے قبل دے چکا ہوں۔ اس میں میں نے عرض کیا تھا۔ کہ مسئلہ تکفیر کے متعلق میں الگ کچھ عرض کرونگا۔

میرا موضوع

میں اپنے ان مضامین کے متعلق قارئین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ میرے ان مضامین میں یہ امر تلاش نہ فرمائیں کہ کونسی اصطلاحیں درست اور کونسی غلط ہیں۔ اس پر بحث کرتے ہوئے ایک پشت کا زمانہ گزر گیا۔ اور بہت گزر یگا۔ میرا موضوع یہ ہے۔ کہ کیا احمدی جماعت کے اندر یہ اختلاف اتنا اہم ہے۔ کہ اسکو افتراق کا ذریعہ بنایا جائے۔ اور الگ جماعتیں قائم کی جائیں۔ جو سنی و شیعہ کی طرح ہمیشہ دو مختلف مذہب اپنے قرار دے کر آپس میں لڑتی رہیں۔ پس میرا مقصد اختلاف کی نوعیت پر بحث کرنا ہے۔ اور یہ عرض کرنا ہے۔ کہ یہ اختلاف اتحاد میں مانع نہیں ہوسکتا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ ماننے والوں کے متعلق ہر دو جماعتوں کے عقائد میں اتنا تھوڑا فرق ہے۔ کہ وہ کسی شمار میں آکر باعث تفرقہ نہیں بن سکتا۔ صرف الفاظ اور اصطلاحات کا ہیر پھیر ہے۔ میرے مضمون کے اس حصہ کو نہ ڈاکٹر صاحب نے چھوا نہ مولوی صاحب نے۔ میں مختصراً اسے پھر دہراتا ہوں۔ دونوں فریق جو حوالہ جات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اپنے حق میں پیش کرتے ہیں۔ میں نے ان میں سے صرف ایک ایک حوالہ پیش کیا تھا۔ جو وہ دونوں حوالے حقیقۃ الوحی سے ہیں۔ جو سب سے زیادہ واضح سمجھے جاتے ہیں۔ اور جو دونوں فریق کے لئے حجت ہیں۔ ان کے نتائج کو دونوں فریق کن الفاظ میں ادا کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا تھا۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ "یہ لوگ نہ ماننے والے کفر دون الکفر کے مرتکب کافر ہیں۔ اس لئے ہم ان کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ سوائے تعذیری صورت کے"

احباب قادیان فرماتے ہیں ہم ان کو کافر سمجھتے ہیں۔ مگر کافر کہتے نہیں۔ جب تک یہ کافر نہ کہیں اور مذہباً اور سیاسۃً مسلمان کہتے ہیں۔

میں نے عرض کیا تھا۔ کہ ان دونوں الفاظ میں عملاً کس قدر فرق پڑتا ہے۔ اس کی وضاحت فرمائیں جس پر اطلاق ہے۔ اس میں جو حقیقت مضمر ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت سے انکار کرنے والا کافر یا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نافرمان کافر سزا کے لحاظ سے دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ جیسا کہ حوالہ حقیقۃ الوحی میں صاف ہے۔ مگر بنیاد کا انکار نہ کرنے کے فرق کے امتیاز کے لئے کفر دون الکفر کے مرتکب کو کافر کہتے نہیں۔

پھر چونکہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ قرآن خدا کی کتاب ہے۔ اور ان کی تہذیب۔ تمدن قوانین اخلاق و سیاسی وغیرہ ہر چیز کی بنیاد قرآن کریم اور فرمان رسول پر ہے۔ اور یہی ہر احمدی کا عقیدہ ہے۔ اس واسطے قومیت متحدہ کی تمام اغراض کے لئے وہ مسلمان ہیں۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ رسالت کا انکار کرنے والا قول و عمل دونوں ذرائع سے منکر اس لئے کافر ہے۔ مگر نافرمان صرف زبان سے اقرار مگر عمل سے انکار کرتا ہے۔ نتیجہ کے لحاظ سے کفر میں کوئی فرق نہیں مگر اتنے امتیاز کے تقاضے سے اسے کافر کہتے نہیں۔ یا یوں کہہ لیجئے۔ کہ جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے: قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا۔ ولما یدخل الایمان فی قلوبکم۔ فرمان کا نہ ماننے والا ایمان کے مقابلہ میں کفر کا مرتکب ہے۔ اسلام کے مقابلہ میں نہیں مگر الفاظ میں ایمان اور اسلام دونوں کی ضد کفر یعنی مسلمان اور مومن دونوں کی ضد کافر کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے ایک لحاظ سے کافر ہے ایک لحاظ سے نہیں۔ جس کا مطلب پھر وہی ہے۔ کہ زبان سے فرمانبرداری کا اقرار ہے دل اور عمل سے نہیں۔ پس کفر کی حقیقت اس میں ہے۔ مگر اسے کافر کہا نہیں۔

ان حقائق پر دونوں جماعتوں میں اتفاق ہے۔ انہیں حقائق کو دونوں فریق یوں ادا کرتے ہیں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ کفر کی حقیقت کلمہ کا انکار ہے۔ جب تک زبان سے انکار نہ کرے کافر نہیں۔ کافر سمجھنے والے کہتے ہیں کہ کفر کی حقیقت نافرمانی ہے۔ اس لئے زبان سے انکار کرنے کا احترام صرف اس قدر ہے کہ کافر کہتے نہیں۔

غیر مبایعین کے عقائد کی تشریح

محترم ڈاکٹر صاحب مجھ سے پوچھتے ہیں۔ "مسئلہ تکفیر کے حامی اکی خامیوں کی طرف تو توجہ نہیں کرتے۔ اور ہم سے یہ امید رکھتے ہیں۔ کہ ہم ان پر پردہ ڈالنے کی کوشش کریں اسکو اس طرح پیش کریں کہ چھپے نہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مداہنت کس جانور کا نام ہے۔"

میں عرض کرتا ہوں کہ باوجود قادیان کی چیخ و پکار کے کہ ہمارا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ ہم محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ آپ رات دن انکے عقائد کی گھر ایاں پیش کرکے ان کے نتائج کیا اپنے الفاظ میں پیش نہیں کرتے ؟ کہ یہ لوگ کلمہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ اور ختم نبوت کے منکر ہیں۔

کیا اسکے بالمقابل ایسے ہی زوردار لفظوں میں کبھی اپنے عقائد کی تشریح بھی اس طرح کی ہے۔ کہ (۱) ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نافرمانی کو بلحاظ نتائج کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے انکار کے برابر سمجھتے ہیں۔ اور دونوں کو ایک جیسا جہنمی جانتے ہیں۔ (اتمام حجت کی شرط دونوں صورتوں میں یکساں ہے)

(۲) ہم نافرمان رسول کو کفر دون الکفر کا مرتکب کافر سمجھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہ ماننے والوں کو اسی زمرہ میں کافر جانتے ہیں۔

(۳) پس نتیجہ کے لحاظ سے جیسا رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت کا نہ ماننے والا جہنمی ویسا ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نہ ماننے والا بوجہ نافرمان رسول ہونے کے اسی طرح جہنمی جانتے ہیں۔ ان حقائق کا اسی طرح ڈھنڈورہ پیٹنے کے بعد اگر آپ یہ فرمائیں۔ کہ کفر دون الکفر کا مرتکب مسلمان ہے کافر نہیں تو قابل اعتراض نہیں۔ لیکن کیا یہ حقیقت نہیں۔ کہ آپ ان تشریحات کو پبلک کے سامنے کھول کر بیان نہیں کرتے۔ کہ یہ طریق بیان دوسروں کو چبھتا ہے۔ کیا یہی وہ جانور نہیں جس کا نام مداہنت ہے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی مثال

جناب ڈاکٹر صاحب نے مولوی محمد حسین بٹالوی کی مثال دی ہے۔ مگر بغیر اس کی حقیقت پر غور کئے کے۔ کیونکہ مثال تو جہاں تک کہنے اور سمجھنے کا سوال ہے۔ جماعت قادیان کی موید ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"کیا جس وقت حضرت صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی رئیس المکفرین کے بالمقابل عدالت میں قرار کیا تھا۔ کہ آپ اسے آئندہ مسلمان کہیں گے۔ اس وقت آپ مولوی محمد حسین صاحب کو دل میں کافر سمجھتے تھے۔ یا برعکس اس کے آپ مولوی صاحب مذکور کو ملزم کرتے ہیں۔ کہ اس نے مداہنت سے کام لیا۔ اور عدالت کے ڈر سے ایسا کیا۔ ورنہ دل سے تو وہ ہمیں کافر ہی سمجھتا ہے۔ اور اپنے متعلق اس کی تردید کی۔ اور فرمایا کہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ کوئی شخص محض میرے انکار کی وجہ سے کافر و دجال نہیں ہوجاتا"

اب آپ غور فرمالیجئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بات کو اچھی طرح سے جانتے اور سمجھتے ہیں۔ کہ مولوی محمد حسین نے مداہنت سے کام لیا۔ اور عدالت کے ڈر سے کہہ دیا۔ کہ وہ آئندہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسلمان کہیگا۔ ورنہ دل سے وہ کافر ہی سمجھتا ہے۔ گویا اسکی قلبی حالت اور ایمان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ سو اسکی قلبی کیفیت کے لحاظ سے وہ اپنے پہلے ہی مقام پر ہے۔ اگر مسلمان تھا تو مسلمان ہے

اگر کافر تھا۔ تو کافر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی قلبی کیفیت کو خوب جانتے ہوئے اور اظہار کرتے ہوئے اپنے سلوک میں تبدیلی کیوں کی۔ اگر وہ مسلمان تھا تو ہزار دفعہ کافر کہنے کے جرم کا ارتکاب کرتا رہتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ چاہیئے تھا کہ اسے کافر کہتے۔ اور اگر وہ کافر تھا۔ تو وہ ہزار مداہنہ سے کام لے کر کافر کہنا چھوڑ دیتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ چاہیئے تھا کہ اسے مسلمان کہتے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی قلبی کیفیت کو جاننے کا کھلا اعتراف کرتے ہیں کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ سوائے منافقت بے ایمانی اور مداہنت سے ظاہری طور پر کافر نہ کہنے کے اقرار کے۔ محمد حسین مجرم کھیل ہے۔ اسلئے کہ اس کا ایمان ہے کہ مرزا صاحب نعوذ باللہ من ذالک کافر ہیں۔ اور وہ کافر کو کافر کہنا فرض سمجھتا ہے۔ اور اس کے اپنے آپ کو مسلمان کہنے کی وجہ سے مسلمان کہنے اور سمجھنے کی اپنے کفر کے فتووں میں تردید کر چکا ہے۔ اس کا ایمان ہے کہ مسلمان نہیں کہنا چاہیئے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب یہی ہے۔ کہ باوجود یقینی طور پر جاننے کے کہ کوئی شخص جو مسیح موعود کو مفتری افترا کرنے والا جانتا ہے اس میں مکفر اور مکذب کی حقیقت موجود ہے (اور اسی مضمون کو دوسرے لفظوں میں کافر کہنے کے الفاظ سے ادا کیا جا سکتا ہے) پھر بھی جب تک وہ باہر کافر نہ کہے ہوتے تک اسکو کافر نہیں کہنا چاہیئے۔ کافر کے لئے دو ہی صورتیں اس وقت آپکے سامنے ہیں۔ کلمہ کا انکار یا کافر کہنا۔ اس لئے آپ نے جو کچھ کیا اپنے اصول کے مطابق کیا۔ ورنہ محمد حسین کے مسلمان یا کافر ہونے کی حقیقت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ پس اس سے تو صاف استدلال اس امر کا ہوتا ہے کہ کہنے کہلانے کا مسئلہ سمجھنے سمجھانے سے الگ چیز ہے۔ سمجھنے سمجھانے کا معاملہ کونوا مع الصادقین۔ صادقین کا ساتھ دو۔ اور لا تتولوا قوما غضب اللہ علیھم اس قوم سے دوستی مت رکھو جو اللہ تعالیٰ کے غضب کو اکسانے والی ہو (یا ایسے لوگوں سے تعاون کرتی ہے) اس کیفیت کے اظہار اور پیدا کرنے کے لئے ہے۔ اور کہنے کہلانے کا معاملہ قومیت متحدہ one nation کے تخیل کو قائم رکھنے کیلئے واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کے حکم کی تعمیل میں ہے اور اس مفہوم کے ظاہر کر دینے کے بعد ان اصطلاحات کا استعمال نہ منافقت ہے نہ مداہنہ۔ ایک ہدایت دینے والی کتاب اس کے لانے والا ایک رسول اور ایک قبلہ ہماری قومی قوت کے مرکز ہیں۔ تو اگر کہنے اور سمجھنے میں یہ فرق مدنظر نہ رکھا جائے۔ تو پھر آپکے معیار پر نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی منافق اور مداہن قرار پائینگے۔ اور آپ کی اپنی جماعت بھی جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا ہے میں نے یہ بحث اس لئے کی ہے کہ اس طرز عمل کے فرق کو ڈاکٹر صاحب اتنا اہم قرار دیتے ہیں کہ اسکو جماعت کے اتحاد کے منافی قرار دیتے ہیں۔ ایسے آدمی کے متعلق زبان کا فرق ہے۔

آپ کی اصطلاح ہے:۔ مسلمان سمجھتے ہیں۔ کافر نہیں سمجھتے۔

جماعت قادیان کی اصطلاح ہے:۔ مسلمان کہتے ہیں کافر نہیں کہتے۔

مسلمان سمجھتے ہوئے آیات بالا کی تعمیل میں خاص خاص حد تک دوسرے مسلمانوں سے علیحدگی کو ضروری سمجھنے پر ایمان آپ بھی رکھتے ہیں۔ اور مسلمان نہ سمجھتے ہوئے قومیت متحدہ کے لئے ان کو مسلمان کہنے اور اغراض بالا میں تعاون کو جماعت قادیان بھی لازمی سمجھتی ہے

تو اب اس ساری پوزیشن پر غور فرما کر اور اس خیالی کو دل سے نکال کر کہ ہم تیس سال سے ایک بات کہہ رہے ہیں محض خدا کے لئے فرما دیں کہ اس میں کونسی بات عملی طور پر ایسی بیہودہ جاتی ہے جو خدا اور رسول کے حکم اور معیار حق پر ہم کو الگ فرقہ بنانے اور آپس میں لڑنے کی اجازت دیتی ہے۔ معاملہ تو ہمارا آخر اللہ تعالیٰ سے ہے۔

اپنے عقیدہ کے متعلق کیوں ڈھنڈورا نہیں پیٹتے

پھر للہ ڈاکٹر صاحب غور فرمائیں کہ جس قدر ڈھنڈورا لاہور سے اس بات کا پیٹا جاتا ہے کہ قادیان والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ اگر اس کا عشر عشیر بھی اپنے متعلق اس بات کو واضح کرنے کے لئے پیٹیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ ماننے والوں کو ہم کفر دون الکفر کا مرتکب کافر رسول کے نافرمان اور اس لئے نتیجہ کے لحاظ سے کافروں جیسا سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ حقیقۃ الوحی میں ہیں قرآن کا وہ مابہ الامتیاز قائم رہ جائے گا؟ جس کا احساس ان کے خیال میں امریکہ تک پیدا ہو چکا ہے۔ مگر جو محدود ہے۔ صرف اسی دائرہ تک جو ظاہر الفاظ کا ڈھنڈورا سنتے ہیں۔ اور جن تک پہنچتا ہے خواہ وہ امریکہ میں ہوں یا یورپ میں۔ پھر یورپ سے آئے ہوئے ایک معزز مہمان کی خاطر کہ اس کے دل سے اس امتیاز کا اثر دور نہ ہو جائے۔ اس کے ساتھ اپنی جماعت کے خواص کو بھیجا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شرائط کو پس پشت ڈال کر شاہی مسجد کے امام کے پیچھے نماز پڑھ لو۔ یہ مداہنہ نہیں تھا؟

وہ امتیاز جسے مداہنہ کا جانور چاٹ رہا ہے

ان تدبیروں سے حاصل کئے ہوئے امتیاز صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پس پشت ڈالنے سے ہی واقعی قائم رہ سکتے ہیں۔ ورنہ نہیں۔ پھر حضرت مولوی صاحب کو اس امتیاز کو قائم رکھنے کے لئے حیدرآباد میں اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنی پڑی جس کی نسبت آپ کو علم تھا کہ احمدیت سے مرتد شدہ ہے۔ فرمایئے اس کے متعلق حسن ظن کا کونسا موقعہ ہو سکتا تھا؟ آپ اس کے خلاف کہتے چلے جائیں۔ حقیقت یہی ہے کہ بغیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پس پشت ڈالنے کے یہ امتیاز قائم نہیں ہو سکتا۔ اور ایسا کرنے کے بعد بھی وہ ناپائیدار ہی ہوگا۔ کیونکہ اس کو مداہنہ کا جانور چاٹ رہا ہے۔ پھر کیا یہ فتوے دینے کے بعد کہ قادیانی جو دوسرے مسلمانوں کا مکفر ہو۔ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں شیخ عبدالرحمان صاحب مرحوم کے جنازہ کے لئے موقع کے لحاظ سے اپنے آپ کو خفت سے بچانے کے لئے چپکے سے مکفر قادیانی امام کے پیچھے کھڑا ہو جانا یہ مداہنہ نہیں؟ کیا یہ قوم کو مضبوط بنانے کے اطوار ہیں؟

حضرت مسیح موعودؑ کے فیصلہ اور شرائط کو پس پشت ڈالا جا رہا ہے

میری گزارش یہ ہے کہ فریق مقابل کی پوزیشن کو مسخ کرنے اور شدت آمیز الفاظ سے قابل نفرت ظاہر کرنے سے پہلے اگر ویسے ہی اپنے اعمال پر نظر ڈال لی جائے اور تشریحات دونوں کی ایک ہی طریق پر کر لی جائیں۔ تو نظر آتا ہے۔ کہ حقیقت میں اس اعتراض کے نیچے وہ اہمیت نہیں جو اسے دے کر نفرت کے جذبہ کو اکسایا جاتا ہے۔ میری اس گزارش پر کہ غیر احمدی مسلمانوں کی وکالت میں اپنوں سے بگاڑنا جائز نہیں۔ جو تنقید ڈاکٹر صاحب نے فرمائی ہے۔ اس میں آپنے فرمایا ہے کہ یہ غیر احمدیوں کی امداد نہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام کی حفاظت ہے۔ میں اس کو تسلیم کر لیتا (اور کرتا رہا ہوں) اگر غیر احمدی مسلمانوں کی رضاجوئی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیصلہ اور شرائط کو پس پشت ڈال کر ان میں ملنے کی راہ پر جماعت نہ چل پڑی ہوتی۔ جس کی چند مثالیں میں نے اوپر عرض بھی کی ہیں۔ اور جس کیلئے جناب مولوی صدرالدین صاحب جیسے آپ کے بزرگ کی طرف سے سالہا سال سے پروپیگنڈا کئے جانے سے آپ بھی واقف ہیں اور سید اختر حسین صاحب کی تجویز جو حضرت مولوی صاحب سے خط و کتابت کے بعد غور کے لئے انجمن کے سامنے لائے جانے کے لئے تیار کی گئی۔ اسی مرض کے ظاہر شدہ مہلک علامات ہیں۔ میں ادب سے عرض کروں گا۔ کہ جماعت کا جائزہ لیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوزیشن ان کی نظروں میں کیا رہ گئی ہے۔ دوسرے مسلمانوں میں مدغم ہو جانے اور جماعتی حیثیت کے کمزور ہو جانے کے نمونے آپ کو کثرت سے ملیں گے۔ افراد میں نہیں بلکہ جماعتوں میں بطور مثال کے طور پر جماعت سیالکوٹ ہی کو لے لیجئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام کی تعمیل کس طرح یہاں ہو رہی ہے۔ اس تفصیل میں جانے کی گنجائش نہیں۔ جناب جانتے ہیں۔ آخر اس سارے مسئلہ کا اثر غیر احمدیوں سے تعلقات پر ہی پڑتا ہے۔ اور کہیں نہیں پڑتا۔ انہیں کے کفر و ایمان پر جھگڑا ہے۔ اور کسی بات پر نہیں۔ محض الفاظ سے گزر کر دنیائے عمل میں تاثرات کو ملاحظہ فرمائیں

کلمہ کی منسوخی کا سراسر غلط الزام

اب میں آخر میں جناب مولوی صاحب کے ایک نہایت اہم سوال پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب نے مجھے یہ الزام دیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ میں نے خود "ایک بات تراش کر جناب مولوی صاحب کی طرف منسوب کر دی ہے"؟ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اس اپنی گذارش کو یہاں مکمل درج کروں۔ جس پر یہ اعتراض ہے۔ میری گذارش کا ماحصل یہ تھا۔ کہ تکفیر کی موجودہ شکل سے حضرت امام جماعت قادیان کی طرف کلمہ کی منسوخی کی نسبت کا حقیقت کے خلاف شدت ہے۔ میں نے عرض کیا تھا۔ "بروئے عقائد قادیان بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام امتی نبی ہیں۔ مستقل نبی نہیں۔ اور امتی نبی اور مستقل نبی میں مندرجہ ذیل امتیاز قائم ہیں۔

(۱) امتی نبی کسی بنا پر بھی شریعت کے احکام کو نہیں بدل سکتا۔

(۲) امتی نبی اپنے نبی متبوع کا غلام ہے۔ برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ آقا و غلام کا فرق قائم ہے۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد میں مسیح موعود اسی طرح آل رسول میں شامل ہیں۔ جس طرح باقی امت۔

(۳) نبی جو ہدایت اور نور لاتا ہے۔ امتی نبی وہی ہدایت اور نور دنیا میں پھیلاتا ہے۔ نئی شریعت اپنی طرف سے پیش نہیں کرتا۔

(۴) امتی نبی کی پوزیشن نبی متبوع کے نائب کی سی ہے .... پس اگر بادشاہ کا نائب یہ کہے۔ کہ جو میرے مصدقہ قوانین کی نافرمانی کرے گا۔ میری اطاعت سے سرکشی کرے گا۔ وہ حکومت وقت یا بادشاہ کا باغی شمار ہوگا۔ تو اسکو یہ کہنا کہ اس نے اپنے نام کا سکہ جاری کر لیا ہے۔ جس طرح غلط ہے۔ اسی طرح مندرجہ بالا تفریق مدارج کو قائم رکھنے والے کے متعلق یہ کہنا۔ کہ اس نے کلمہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منسوخ کر دیا ہے۔ خلاف واقعہ ہے۔ اب حضرت مولوی صاحب نے اصل سوال کو چھوا تک نہیں۔ کہ اس امتیاز مدارج کو قائم رکھتے ہوئے منسوخی کلمہ کا نتیجہ کیونکر پیدا ہوتا ہے۔ آپ نے بغاوت کے لفظ کو لے لیا۔ نافرمانی اور اطاعت سے سرکشی کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ بغاوت کا لفظ میں نے مثال میں کفر کے لفظ کے بالمقابل استعمال کیا تھا۔ حقیقت تو نافرمانی اور اطاعت نہ کرنا تھی۔ سوال ہی یہی تھا۔ کہ بغاوت کا لفظ بادشاہ کا نائب خواہ صحیح استعمال کرتا ہو یا غلط۔ اس صورت حالات میں اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس نے اپنے نام کا سکہ چلا لیا۔ زیر بحث نائب یا اس کے کارندہ کی پوزیشن تھی۔ جو نافرمان کو باغی کہتا ہے۔ میری تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ لفظ باغی کسی تشریح کا کونسا موقعہ تھا۔ جس میں اصل سوال بالکل منہضم ہی ہوگیا۔ اور بجائے نائب یا اس کے کارندہ کے ملزم کی پوزیشن یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکفر و غیر مکفر کی پوزیشن پر بحث شروع کر دی گئی۔ کہ وہ باغی کن حالات میں کہلائے گا۔ میں مکرر سہ کرر غور کے لئے عرض کرتا ہوں۔ کہ بادشاہ کے نائب کی پوزیشن نافرمان کو غلط یا صحیح باغی کہہ دینے کے لئے زیر بحث تھی۔ کہ آیا اس سے وہ اپنے نام کا سکہ چلانے والا کہلا سکتا ہے۔ جناب مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ "میں نے کبھی یہ نہیں کہا۔ کہ قادیان والے حضرت مسیح موعود کو یہ مقام دیتے ہیں۔ کہ ان سے بغاوت کرنے والا کافر ہے۔ اس لئے ان کے نزدیک کلمہ منسوخ ہے......." میری گذارش ہے کہ میں نے بھی جناب کی طرف یہ الزام منسوب نہیں کیا۔ یہ نتیجہ میرے کن الفاظ سے نکلا؟

بغاوت کرنے والے کے کفر کا مسئلہ نہیں۔ نافرمان کو باغی یا کافر رکھنے والے کی پوزیشن کا سوال ہے۔ باغی خواہ ہو یا نہ ہو۔ کافر ہو یا نہ ہو سوال بھی تو یہی ہے۔ کہ نافرمانی کو بغاوت کہہ دینے سے جس طرح بادشاہ کے نائب کی طرف اپنا سکہ چلانا منسوب نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح مندرجہ بالا امتیازات کو قائم رکھتے ہوئے نائب رسول کی اطاعت نہ کرنے والے کو کافر کہہ دینے سے کلمہ کے منسوخ ہونے کا نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ یہاں بغاوت کی حقیقت و ماہیت کے بیان کا تو موقعہ ہی کوئی نہیں۔ جو غلط بات میں نے جناب مولوی صاحب کی طرف منسوب کی۔ وہ تو میں واضح کر چکا۔ اب میں اس بات کو لیتا ہوں۔ جسکو وہ اصل فرماتے ہیں۔ وہ فرمان یہ ہے:۔

"آنحضرت صلعم کی تشریف آوری کے بعد آج تیرہ سو سال تک لوگ یونہی مسلمان ہوتے رہے۔ کہ کلمہ پڑھا۔ اور داخل اسلام ہوگئے۔ آج جناب میاں صاحب کے نزدیک کوئی شخص کلمہ پڑھنے سے داخل اسلام نہیں ہوتا۔ جب تک حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہ لائے۔ تو جس کلمہ کے ذریعہ سے اب کوئی داخل اسلام ہی نہیں ہو سکتا۔ وہ منسوخ نہ ہوا تو اور کیا ہوا۔ ......"غیر مسلم جس نے حضرت مسیح موعود کا نام نہ سنا ہو۔ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب قادیان والوں کے لئے موت ہے"

لفظی گورکھ دھندا

کیا مجھے اجازت ہے۔ کہ میں یہ عرض کروں۔ کہ اس تحدی کے اندر حقیقت کس قدر ہے۔ اور سحر بیان کس قدر۔ اسکی وضاحت کے لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ قرآن کریم نے مسلم کی ضد کافر کا لفظ ہر جگہ استعمال فرمایا ہے۔ اور مومن کی ضد بھی کافر ہی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اب قرآن کریم اعراب کے متعلق فرماتا ہے۔ قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا۔ کہتے ہیں ہم ایمان لائے۔ کہدے تم ایمان نہیں لائے۔ بلکہ کہو ہم اسلام لائے۔ ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اب اگر کوئی یہ کہے۔ کہ بغیر کسی تشریح کے ہاں یا نہ میں جواب دو۔ کہ یہ لوگ کافر ہیں یا نہیں۔ اور دلیل یہ پیش کرے۔ کہ مومن کی ضد کافر ہے۔ اگر مومن نہیں۔ تو کافر ضرور ہوئے۔ اور اگر کافر ہے۔ تو مسلمان نہیں۔ تو فرمائیے یہ صرف لفظی گورکھ دھندا اور سحر بیان ہے یا نہیں؟

اب قادیان والوں کی موت بھی ملاحظہ ہو۔ وہ جواب دیتے ہیں۔ کہ ایسا کلمہ پڑھنے والا مسلمان کہلانے کا حق رکھتا ہے۔ اور ہم بھی اسے مسلمان ہی کہیں گے۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ "ہو جاتا ہے" کہہ کر آپ اس سے زیادہ اس کو کیا دے دیتے ہیں اگر اس نے ابھی نماز بھی یاد نہیں کی۔ صرف آپکی حرکات کی نقل کر سکتا ہے۔ تو کیا آپ اسے فوراً امام بنا لیں گے؟ اگر نہیں بناتے۔ تو کیا آپ اسے مسلمان جاننے یا کہنے کے منافی سمجھتے ہیں۔ حضرت جب تک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وہ خصوصیات جن میں سے چار اوپر بیان کی گئی ہیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور کسی اور کو نہیں دی گئیں۔ اس وقت تک سکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ کلمہ منسوخ الفاظ سے نہیں ہوتا۔ میں نے تفصیل سے عرض کیا ہے۔ کہ یہ سمجھنے سمجھانے۔ ہونے ہوانے اور کہنے کہلانے کے الفاظ کے ہیر پھیر کو مستقل فرقہ سازی کی بنیاد اور نفرت کا ذریعہ نہ بنائیں۔ بدقسمت مسلمان لفظوں کے ہیر پھیر میں پڑ کر کافی برباد ہو چکا۔ اب احمدیت کو ان الجھنوں سے بچائیں۔ اختلاف رحمت کی حد تک رکھیں۔ حرج نہیں۔ اپنے ۱۹۲۱ء کے مسلک پر قائم رہیں۔ مستقل منافرت والے قدم آگے نہ بڑھائیں۔ ان اختلافات کی اہمیت اتنی ہی رہنے دیں۔

غور فرمائیے کیا فرما رہے ہیں

قاعدہ ہے۔ کہ عجائبات سے عجائبات ہی پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے ایک نئی شہادت پیش فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں۔ "سید صاحب کی خاطر ۱۹۱۴ء کا ایک حوالہ دیتا ہوں۔ کہ اس وقت بھی میں نے یہی الفاظ کہے تھے۔ کہ "کلمہ کو منسوخ قرار دینا کفر عظیم ہے"۔" غالباً یہ میری اس گذارش کی تردید ہے۔ کہ ۱۹۲۱ء میں اپنا ۱۹۱۴ء کا مسلک بدل لیا۔ اور اختلافی مسئلہ کو کفر عظیم بنا دیا۔ تو اس سے تو زیادہ سے زیادہ یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ ۱۹۲۱ء میں نہیں بلکہ اس تبدیلی کی بنیاد ۱۹۱۴ء میں رکھدی گئی تھی۔ مگر اس سے فرق کچھ نہیں پڑتا۔ ہاں ایک نیا معمہ پیدا ہو گیا۔ حضرت مولوی صاحب کا مذہب ہے۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کو کافر کہنے والے بھی تعذیری طور پر کافر ہیں۔ ورنہ چونکہ کلمہ گو ہیں اسلئے حقیقی کافر وہ نہیں ہیں۔ دوسری طرف کلمہ پڑھنے والے کو کافر کہنے والا اور اسکو مسلمان نہ سمجھنے والا کلمہ کو منسوخ کرنے والا ہے۔ اور کلمہ کو منسوخ کرنے والا نہ صرف حقیقی کافر بلکہ کفر عظیم کا مرتکب یعنی کافر اعظم ہے۔ نتیجہ کیا نکلا؟ مولوی محمد حسین بٹالوی جو اللہ تعالیٰ کے مامور مسیح موعود کو باوجود کلمہ گو ہونے کے کافر دائرہ اسلام سے خارج کہتا تھا۔ وہ صرف تعذیری کافر اور حقیقتاً مسلمان ہے۔ لیکن امام جماعت قادیان جو کلمہ گو ہے۔ کلمہ محمد رسول اللہ کا پڑھتا ہے۔ اسی کی شریعت۔ اسی کی کتاب کو حجت مانتا ہے۔ زمانہ کا نبی متبوع بھی اسی کے سوائے کسی کو قرار نہیں دیتا۔ وہ اس لئے کہ اسی مامور کے نہ ماننے والے کو دل سے کافر جانتا ہے۔ اگرچہ اسکو بھی کہتا مسلمان ہی ہے۔ اور اسلامی قومیت کا فرد تسلیم کرتا ہے۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ کافر اعظم ہے۔ اسکو کلمہ کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔ خدا کے لئے غور کر کے بتائیے کیا فرما رہے ہیں۔

قادیان کے متعلق بے جا مطالبہ

خدائے علیم شاہد ہے۔ کہ منافرت اور افتراق کو قائم رکھنے والے امور کی حقیقت افتراق دور کرنے کی غرض سے واضح کرنے کے خیال سے اس تنقید کی ضرورت پڑی۔ ورنہ اس سے نہ بحث مقصود ہے۔ نہ کسی علم و فضل کی تحقیر۔ مجھ سے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ کیا سب برائیاں مجھے لاہور میں نظر آنی شروع ہوگئیں۔ میں قادیان کی برائیاں کچھ تلاش کر کے لکھوں تو میری گذارش قابل توجہ سمجھی جائیگی۔ ورنہ نہیں۔ لیکن غور فرمائیے۔ قادیان اختلاف عقائد کو جماعت میں شمولیت کے منافی قرار نہیں دیتا۔ ۱۹۲۴ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں اس نعمت سے مالا مال کرے جس کا نام اس نے اخوت رکھا ہے۔ ربنا لا تجعل فی قلوبنا غلا للذین اٰمنوا۔ ربنا انک رؤف الرحیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"احمدیت کا ستون میں ہوں"

خادم احمدیت

احمدیت کا ستون

قومی عمارت کی تعمیر ہمیشہ ان بنیادوں پر ہوتی ہے

جو قوم کے نوجوانوں کی مسلسل قربانیوں کے ساتھ چنی جاتی ہیں

اور ان ستونوں پر ہوتی ہے جو قوم کے نوجوانوں کی متواتر قربانیوں سے بلند کئے جاتے ہیں

احمدی نوجوان — آج — احمدیت کا ستون ہے

ہر احمدی نوجوان میں اس احساس کا ہمیشہ موجود رہنا ضروری ہے

مگر

نوجوانان سلسلہ میں یہ احساس پیدا نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ

خدام الاحمدیہ

میں

شامل ہو کر — یہ اقرار نہ کرلیں کہ

"میں آئندہ یہی سمجھونگا کہ احمدیت کا ستون میں ہوں اور اگر میں ذرا بھی ہلا اور میرے قدم ڈگمگائے۔ تو میں یہ سمجھونگا۔ کہ احمدیت پر زد آئی۔"

مگر

اے احمدی نوجوانو!

تمہارا محض اقرار کرلینا اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا

جب تک کہ تم

اس اقرار کو عملی طور پر پورا کرنے کے لئے ایک مستقل تربیت حاصل نہ کرلو

تا

تم بھی ایک مضبوط چٹان کی طرح قائم ہو جاؤ

تم بھی ہر وہ تیر جو اسلام کی طرف پھینکا جائے۔ اپنے ہاتھوں اور اپنے سینوں پر لینے کے لئے تیار ہو جاؤ

لیکن یاد رکھو

ایک مضبوط چٹان کی طرح قائم ہونے کے لئے اور ان تیروں کو اپنے ہاتھوں اور سینوں پر لینے کے لئے ضروری ہے کہ اس وقت کے آنے سے قبل ایسی تربیت اور ٹریننگ حاصل کرلو جو

مجلس خدام الاحمدیہ

ایسی تنظیم میں شامل ہو کر تمہیں حاصل ہو سکتی ہے۔ اور جس میں داخل ہونا اب تمہارے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے

خاکسار: ملک عطاء الرحمن معتمد مجلس خدام الاحمدیہ

ارشاد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ

"ہندوستان میں جہاں جہاں بھی جماعت ہے۔ وہاں کے نوجوانوں کے لئے جو پندرہ سال سے زیادہ اور چالیس سال سے کم عمر کے ہوں مجلس خدام الاحمدیہ کا ممبر ہونا لازمی ہوگا۔ اور ضروری ہوگا۔ کہ وہ اس میں شامل ہوں۔"

(الفضل ۷ جولائی ۱۹۴۲ء)

آخری اطلاع

مجلس مرکزیہ کے فیصلہ کے مطابق سیدنا حضرت امیر المومنین کے ارشاد مبارک اور مجلس خدام الاحمدیہ کی اہمیت کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی غرض سے دیگر مختلف ذرائع کے علاوہ "الفضل" میں یک ورقہ اعلانات کے ذریعہ جماعت کے ان افراد تک جن تک "الفضل" پہنچتا ہے۔ متواتر اطلاع کی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ آج کی اشاعت میں اس سلسلہ اعلانات کا آخری اعلان عرض ہے۔ امید ہے کہ سلسلہ کا حقیقی درد رکھنے والے مخلصین جماعت اور احمدیت کی ترقی کو قریب تر لانے کا پاکیزہ جذبہ رکھنے والے احباب حضور کے اس ارشاد کی سو فیصدی تعمیل میں کوشاں ہونگے لیکن ان کے اس ہمدردانہ تعاون کی اطلاع کا ہمیں اس وقت تک انتظار رہیگا۔ جب تک ان کی طرف سے انکی مساعی کی مکمل رپورٹ مرکز میں موصول نہیں ہو جاتی۔ احباب جلد ہی اپنے ہاں مجلس خدام الاحمدیہ قائم فرما کر مرکز میں اسکی اطلاع فرمائیں جزاہم اللہ

خاکسار معتمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نمبر ۶۵۹۵:۔ منکہ امۃ الحفیظ بیگم زوجہ آفتاب الدین صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ ہ۱۳۲۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے، کل زیور طلائی وزنی گیارہ تولہ اور کل زیورات نقری ۶۰ تولہ اور مہر مبلغ ۲۵۰۰ روپیہ جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الاداء ہے، لیکن جسکے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ وہ بہت جلد منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد اتنی رقم کی میرے نام منتقل کروا دیں گے۔ لہذا مذکورہ بالا کل جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں نے اپنی زندگی میں مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ کوئی اور جائیداد پیدا کی یا ثابت ہو۔ تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور میں انشاء اللہ ایسی نئی پیدا کردہ جائیداد کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی۔ میری وفات کے وقت جسقدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ الامتہ:۔ امۃ الحفیظ بی بی گواہ شد:۔ آفتاب الدین خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ سید محمد صاد علی۔

نمبر ۶۶۱۱:۔ منکہ حمیدہ بیگم زوجہ شریف احمد صاحب قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن بریلی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ ہ۱۳۲۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں صرف منقولہ جائیداد ہے جو حسب ذیل ہے (۱) مہر کی رقم مبلغ ۵۰۰ روپے جو میں نے اپنے خاوند سے کل وصول کرلی ہے۔ (۲) زیورات طلائی جس کی تفصیل یہ ہے۔ نکلس جڑاؤ ایک عدد۔ نکلس سادہ ایک عدد بریسلیٹ ایک جوڑی۔ چوڑیاں جڑاؤ آٹھ عدد۔ سنگار پٹی ایک عدد۔ ٹکہ ایک عدد۔ کانٹے تین جوڑے، معہ سہارے ایک جوڑی۔ ناک کی کیل دو عدد۔ انگوٹھیاں چار عدد۔ ساڑھی کا پن دو عدد۔ کلپ دو عدد۔ زنجیر طلائی معہ لاکٹ ایک عدد زیورات نقری:۔ پیروں کے بچھے ایک جوڑی ان کل زیورات کی قیمت موجودہ نرخ سے مبلغ چار ہزار روپیہ ہوتی ہے اسطرح سے کل میزان چار ہزار پانچسو روپیہ ہوتی ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ جو کہ مبلغ ۴۵۰ روپے ہوتا ہے۔ کل رقم یکمشت ادا کرتی ہوں اگر اس کے علاوہ میری زندگی میں اور جائیداد حاصل ہوئی تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کو فوراً ادا کر دونگی۔ اور اگر اسکے علاوہ بھی میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہوگی۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامتہ:۔ حمیدہ بیگم۔ گواہ شد:۔ شریف احمد اسسٹنٹ انجنیئر بریلی۔ گواہ شد:۔ آئی۔ اے غازی۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مشن ہسپتال بریلی۔

نمبر ۶۵۵۱:۔ منکہ عزیزہ بیگم زوجہ حکیم اللہ بخش صاحب قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت اپریل ۱۹۱۸ء ساکن زیرہ ضلع فیروزپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ جون ۱۹۴۴ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ میرے نام میرے خاوند نے مکان (۵ مرلہ) میرے حق مہر میں ہبہ کر دیا تھا جسکی قیمت گرد و نواح کی قیمتوں کے مطابق ۵۰۰ روپے قرار پائی ہے۔ میرے پاس کوئی زیور نہیں ہے اور نہ کوئی اور منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ کو کرتی رہونگی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے پر جسقدر جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ:۔ عزیزہ بیگم۔ گواہ شد:۔ محمد بشیر بھٹی گواہ شد:۔ اللہ بخش خاوند موصیہ۔

نمبر ۶۶۰۹:۔ منکہ خواجہ ثناء اللہ ولد خواجہ عبداللہ صاحب جو وانی قوم وانی پیشہ تجارت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن اوناگام ڈاکخانہ بانڈی پورہ ضلع بارہ مولہ صوبہ ریاست کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ ہ۱۳۲۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ کیونکہ میرے والد صاحب خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمد قریباً ۳۰ روپے ہے۔ مگر یہ آمد ہمیشہ کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میرا اترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ ثناء اللہ ولد خواجہ عبداللہ جو۔ وانی۔ گواہ شد:۔ محمد سعید انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد:۔ غلام محی الدین

برماشیل

پانچویں آل انڈیا

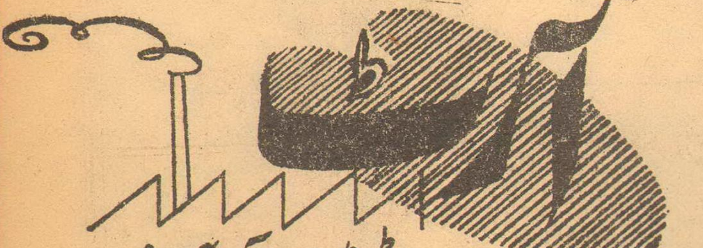

ان انڈسٹری اکزبیشن

کا بڑی خوشی سے اعلان کرتی ہے

۱۹۴۵ء کی اکزبیشن کا پراسپکٹس چھپ کر تیار ہو چکا ہے برماشیل کے دفاتر یا مشہور آرٹ اسکولوں سے کاپیاں طلب کیجاسکتی ہیں۔ اس اکزبیشن کا مقصد قبل سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ تمام قسم کے کمرشیل آرٹ کے علاوہ مندرجہ ذیل بھی شامل ہیں۔ کمرشیل فوٹوگرافی۔ ٹاپوگرافی۔ انٹیریر ڈیکوریشن، فلم سینریز۔ ونڈو ڈسپلیز۔ ٹیکسٹائل اور ہنڈی کرافٹ۔ ڈیزائننگ۔

انعامی فنڈ میں ۲۵ ہزار روپے سے زیادہ رقم ہے اور بہت سی شاخیں ہر آرٹسٹ کے لئے کھلی ہوئی ہیں۔ جن میں فوجی لوگ بھی شامل ہیں حصہ لے سکتے ہیں۔ اکزبیشن جنوری ۱۹۴۵ء میں سر جے جے اسکول۔ آف آرٹ بمبئی میں منعقد ہوگی۔ داخلہ کی آخری تاریخ بمبئی میں ۲۰ نومبر ۱۹۴۴ء اور برماشیل کے دفاتر کلکتہ، مدراس، سکندرآباد۔ لکھنؤ۔ دہلی۔ لاہور اور کراچی میں یکم نومبر ۱۹۴۴ء ہے۔

برماشیل نے انتظام کیا

SRAK 115

تریاق کبیر

کھانسی نزلہ۔ دردسر۔ بچھو اور سانپ کے کاٹے کے لئے ذرا آزمائش تو کیجئے۔ ہر گھر میں اس دوا کا ہونا ضروری ہے۔

قیمت بڑی شیشی تین روپے۔ درمیانی شیشی عہ چھوٹی شیشی ۱۱ر ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ بھاری امریکن طیاروں نے جمارشنبہ کو فلپائن کے دارالسلطنت منیلا پر بڑے زور کا حملہ کیا۔ منیلا پر یہ پہلا حملہ تھا۔ اور اس کے نتیجہ میں جاپانیوں کے گیارہ جنگی جہاز اور ۲۰۵ ہوائی جہاز برباد ہو گئے۔ ہلمہیرا اور سلیبیس میں بھی دشمن کے ٹھکانوں پر حملے کئے گئے۔ ہلمہیرا کے کنارے کے پاس ایک ہزار ٹن وزن کا جاپانی جہاز جس میں فوج اور سامان جنگ لدا ہوا تھا برباد کر دیا گیا۔

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ اٹلی میں آٹھویں فوج کے یونانی دستوں نے ایڈریاٹک کی مشہور بندرگاہ ریمنی پر قبضہ کر لیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اب اتحادیوں کے لئے لمبارڈی کے میدان کی طرف بڑھنے کا رستہ صاف ہو گیا۔ اور اب وہ شمال میں اٹلی کے شہروں پر حملے کر سکینگی۔ اور درہ برینر پر بھی بڑھ سکیں گی۔ جو آسٹریا۔ اور اٹلی کے درمیان ہے۔

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ ہالینڈ میں امریکن فوج نے دریائے رائن کو پار کر لیا ہے۔ اب شمال کی طرف آرنہم کی طرف بڑھ رہی ہے۔ آرنہم میں امریکن چھاتا فوج مضبوطی سے قدم جمائے ہوئے ہے جرمن کوشش کر رہے ہیں۔ کہ امریکی فوج اور آگے بڑھنے والی انگریزی فوج کے درمیان دراڑ ڈال دیں آخن کے آس پاس امریکن فوج کا جرمن فوج سخت مقابلہ کر رہی ہے۔ اور بڑے زور کی لڑائی جاری ہے آخن میں اس وقت آگ ہی آگ ہے یہاں سے کچھ میل مشرق کی طرف امریکن فوج سٹولبرگ کے شہر میں ایک ایک مکان سے جرمنوں کو نکال رہی ہے۔ کچھ اور جنوب میں میٹز اور نینسی کے درمیان بھی زبردست لڑائی جاری ہے۔ امریکی دستے میٹز کے شہر سے اب کچھ میل سے بھی کم فاصلے پر ہیں۔ بحیرہ بالٹک کے محاذ پر روسیوں کو شاندار کامیابی ہو رہی ہے۔ انہوں نے جرمنوں کو ان کے بچاؤ کے مورچوں سے نکال دیا ہے۔ اور اسٹونیا کے دارالسلطنت کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ مغربی رومانیہ سے وہ ساٹھ میل لمبے محاذ پر ہنگری کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور اب بعض جگہ ہنگرین سرحد سے صرف بیس میل پر ہیں۔ روسیوں کی کامیابی کو دیکھ کر ہنگرین حکومت کو بھی ہوش آنے لگا ہے۔ چنانچہ ہنگری کے وزیراعظم نے کل یہ شکایت کی۔ کہ اتحادیوں نے اتنا بھی تو نہیں بتایا کہ اگر ہنگری ہتھیار ڈال دے۔ تو اس کے ساتھ کیا رعایتیں کی جائیں گی۔ سلتجارہ میں

روسیوں نے چیف ایجنٹ۔ ریجنسی کونسل کے دو ممبر پچھلے وزیراعظم اور جرمن وزیر کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ اتحادیوں نے پول چھاپہ مار دستوں کو ہوائی جہازوں کے ذریعہ وار سامیں اتار دیا ہے۔

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ ڈنمارک میں جرمنوں کے خلاف زبردست بغاوت شروع ہو گئی ہے۔ کوپن ہیگن کے بازاروں اور گلیوں میں جرمن فوج اور عوام میں زبردست لڑائی ہو رہی ہے۔ جرمنوں نے پولیس کے ۱۵۰۰ ملازموں کو گرفتار کر کے جرمنی بھیج دیا ہے۔

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ کل پھر جنوبی انگلستان اور لنڈن پر جرمنوں کے چند اڑن بم گرے۔

لاہور ۲۲ ستمبر۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے ملک قطب خان ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور کو مبلغ پانسو روپیہ نقد انعام اس لئے دیا ہے۔ کہ انہوں نے خواجہ نذیر احمد صاحب سابق آنریبل رسیور پنجاب کے کیس کی تفتیش بہت محنت اور دیانتداری سے کی تھی۔ ملک صاحب پہلے گزٹیڈ آفیسر ہیں جنہیں نقد انعام دیا گیا ہے۔

اوکاڑہ ۲۲ ستمبر۔ گندم دڑہ ۸/۱/-/ ع ۵۹۱ -/۸/۸ نخود -/۶/۵ لائل پور میں گڑ -/۱/-/۶ تا -/-/۸ شکر -/۸/۸ تا -/-/۱۱ -/۱۰ امرتسر میں سونا -/۸/۶۷ چاندی حاضر -/-/۱۳۱ - پونڈ -/-/۱/۱۱

دہلی ۲۲ ستمبر۔ سارے ملک میں چاول کے نرخوں میں بھاری کمی واقع ہو گئی ہے۔ اور خیال ہے۔ کہ آئندہ چند روز میں نرخ دو روپے من اور گر جائیں گے۔ شمالی بہار اور چٹاگانگ جیسے انتہائی قلت کے علاقوں میں بھی چاول کی قیمت کنٹرول سے کم ہو گئی ہے۔

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ بنک آف فرانس کا اندازہ ہے کہ گزشتہ چار سال کے عرصہ میں فرانس کو نازی قبضہ کی قیمت قریباً تین کھرب ۵۱ ارب فرینک ادا کرنی پڑی ہے۔

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ لکسمبرگ کی سرحد کے قریب اتحادیوں نے جرمن اڑن بموں کے ایک زمین دوز کارخانہ پر قبضہ کیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا کارخانہ ہے۔ جو فرانس کی ایک لوہے کی پرانی کان میں تعمیر کیا گیا تھا۔

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ جرمن فوجوں کے ریڈیو نے ایک براڈکاسٹ میں کہا کہ ہتھیار ڈالنے کے الفاظ جرمن لغات میں موجود نہیں ہیں۔ اب ہم اپنی عورتوں۔ بچوں اور گھروں کے لئے لڑ رہے ہیں مزید پسپائیاں ناممکن ہیں۔ جرمن قوم کو شکست دینا آسان نہیں۔

الہ آباد ۲۲ ستمبر۔ قریباً پانچ سال ہوئے جونپور کے بعض شیعہ اصحاب نے علانیہ بر سر عام تبرا کہنے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے عدالت منصفی میں مقدمہ دائر کیا تھا۔ جس کا فیصلہ ان کے حق میں ہوا۔ اپیل پر عدالت سب جج نے بھی ان کے حق میں ہی فیصلہ دیا۔ اب ہائیکورٹ میں اپیل تھی شیعوں کی طرف سے مسٹر سپرو پیروی کر رہے تھے۔ ہائیکورٹ نے شیعوں کو علانیہ تبرا کہنے کی اجازت دینے کو خلاف قانون قرار دے کر ماتحت عدالتوں کے فیصلے مسترد کر دیئے ہیں

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ مغربی محاذ جنگ پر جرمن فوجوں میں یہ افواہ بڑے زور سے پھیل رہی ہے کہ ہٹلر جرمنی سے بھاگ گیا ہے۔ لنڈن میں اس قسم کی خبروں کے متعلق بڑی احتیاط سے کام لیا جا رہا ہے۔

واشنگٹن ۲۲ ستمبر۔ منیلا پر حملہ طیارہ بردار جہازوں سے اڑ کر کیا گیا ہے۔ دشمن کے تباہ شدہ ۱۱ جہازوں میں ایک ڈسٹرائر اور چار ٹینکر ہیں۔ ایک تیرنے والی گودی کو بھی نقصان پہنچا۔ جزیرہ آنگور میں امریکن انجینئر بڑی تیزی سے ہوائی اڈے بنا رہے ہیں۔ تا فلپائن پر حملے کئے جا سکیں جاپانیوں نے اعلان کیا ہے کہ چونکہ فلپائن پر حملہ ہونے والا ہے۔ اس لئے وہاں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا ہے۔

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ اتحادی فوجیں تیزی سے آرنہم پر بڑھ رہی ہیں۔ تا وہاں گھری ہوئی اتحادی فوج سے جا ملیں۔ جرمنوں کا بیان ہے کہ ایک برطانوی فوج آرنہم پہنچ بھی گئی ہے مگر اتحادی ذرائع سے اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی

بمبئی ۲۲ ستمبر۔ آج پھر مسٹر جناح اور گاندھی جی میں بات چیت ہوئی۔

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ آٹھویں فوج جب اٹلی میں ریمنی کے شہر میں داخل ہوئی تو اسے بالکل ویران پایا

قبر کے عذاب سے بچو

سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ۔ یعنی جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت کئے بغیر مرا۔ وہ یقیناً جہالت کی موت مرا۔ اور حضورؐ نے امام زمان کی یہ نشانی بتلائی ہے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مقرر کیا جائے گا اور اسلامی صدی کے شروع میں ظاہر ہو گا۔ اور اصل اسلام دنیا میں آشکارا کرے گا۔ اس کے مطابق خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مقرر فرمایا جو لوگ ان کو صادق نہیں مانتے ان کو یہ چیلنج دیا جاتا ہے۔ کہ ان کی نظر میں اگر کوئی اور صاحب اس منصب کے صادق مدعی ہیں تو ان کو پبلک میں پیش کرو۔ اور ہم سے

بیس ہزار روپیہ انعام

لو۔ ورنہ صحیح بخاری کی یہ حدیث خوب یاد رکھو کہ مرتے ہی منکر نکیر نامی دو فرشتے آئیں گے۔ اور یہ سوال کریں گے کہ تو نے اپنے زمانہ کے امام کو مانا یا نہیں؟ ماننے والے کے لئے جنت ہے اور نہ ماننے والے پر اسی وقت سے عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ انسان کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ اسلئے فوراً اس زمانہ کے امام کے دعوے و تعلیم کے متعلق لٹریچر جو مفت مل سکتا ہے۔ منگوا کر اپنا اطمینان کر لو۔

خاکسار:۔ عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن